صدائے ماتم
سرودِ آلِ محمدؐ
سوزِ کربلا
کامران جعفری

صدائے ماتمی

کامرانؔ جعفری

رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز

نام کتاب	:	صدائے ماتمی
شاعر	:	کامرانؔ جعفری
اہتمام	:	ارشد ملک
زیرنگرانی	:	سید وسیم عباس
کمپوزنگ	:	محمد عباس بٹ
سن اشاعت	:	اپریل 2025
تعداد	:	1000
مطبع	:	نازکو پرنٹنگ پریس راولپنڈی

قیمت 1000 روپے

ادارہ ایسی کتب کی اشاعت کرتا ہے جو تحقیق کے لحاظ سے اعلیٰ معیار کی ہوں۔ اشاعتِ کتب کا مقصد کسی کی دل آزاری یا ضرر رسانی نہیں بلکہ اشاعتی دنیا میں ایک جدت پیدا کرنا ہے۔ جب کوئی مصنف کتاب لکھتا ہے تو اس میں اس کی اپنی تحقیق اور اپنے خیالات شامل ہوتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ اور ہمارا ادارہ مصنف کے خیالات اور تحقیق سے متفق ہوں۔ اللہ کے فضل و کرم انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ طباعت تصحیح اور جلد سازی میں پوری احتیاط کی گئی ہے بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو از راہ کرم مطلع فرمائیں۔ ان شاء اللہ اگلے ایڈیشن میں ازالہ کیا جائے گا۔ (ادارہ)

رُمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز

اقبال مارکیٹ اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی Ph: 051-5551519

انتساب

یہ چند سطور، یہ نوحہ، یہ سوز،
میرے دل کے ٹوٹے ہوئے لفظ،
میرے اشکوں کی زبان،
میں نہایت ہی عاجزی، نیاز مندی، اور ادب کے ساتھ
اپنے مرشدِ برحق،
سخی سید لعل بادشاہ کاظمی المشہدی سرکار سوراسی مریؒ
کی پاک بارگاہ میں پیش کرتا ہوں—
جن کے فیض نے
مجھے ماتم کی حقیقت سمجھائی،
ولایتِ علیؑ کا چراغ دل میں روشن کیا،
اور بندگی کے راستے پر چلنے کا حوصلہ دیا۔
اگر میرے لفظوں میں کوئی اثر ہے،
تو وہ ان کے دامنِ کرم کا صدقہ ہے۔
اگر میرے آنسو قبول ہوں،
تو وہ ان کے وسیلے سے ہوں

فہرست

کامران جعفری کی نوحہ گوئی — ایک خراجِ عقیدت

حمد و ثنا اُس پاک پروردگار کے لیے جس نے ہمیں اہلِ بیت علیہم السلام کی محبت عطا کی، اور ہمیں امامِ مظلوم حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کا عزادار بنایا۔ یہ فقط ایک جذباتی وابستگی نہیں، بلکہ ہمارے ایمان کی پہچان ہے۔ اہلِ تشیع کا یہ ثابت شدہ عقیدہ ہے کہ پروردگارِ عالم نے ہماری تخلیق سیدہ النساء العالمین حضرت فاطمہ الزہراؑ کی دعا سے امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کے لیے کی ہے۔ گویا عزاداری نہ فقط عبادت ہے بلکہ ہماری اصلِ تخلیق کا مقصد بھی ہے۔

ہر شیعہ اپنے ظرف، اپنے انداز، اپنے وسائل اور اپنی محبت کے مطابق امام حسینؑ کے غم کو زندہ رکھتا ہے۔ کوئی آنسو بہا کر، کوئی علم اُٹھا کر، کوئی نذر و نیاز سے، اور کوئی قلم سے — اور انہی میں ایک مخلص اور عقیدت مند نوحہ گو کامران جعفری بھی ہیں، جنہوں نے اپنے قلم سے اہلِ بیت علیہم السلام بالخصوص سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو پرسہ پیش کرنے کا ہنر بخوبی نبھایا۔

انہوں نے اپنے جذبات کو کتابی صورت دی، اور اُن کی پہلی کتاب "اشکِ عزاء" عزاداروں میں مقبول و محبوب ہوئی۔ اس کے بعد بحمدِ خدا اُنہیں دوسری کتاب "صدائے ماتمی" لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی، جو ان کی عقیدت، خلوص اور روحانی وابستگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خود سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا نے ان کے جذبے کو قبول فرمایا اور ان کے ہاتھ میں اس خدمت کی توفیق عطا کی۔

میں نے ان کے تمام کلام نہایت توجہ اور محبت سے پڑھے۔ ہر لفظ میں اخلاص کی خوشبو ہے، ہر شعر میں عقیدت کی گرمی ہے، اور ہر بند میں غمِ حسینؑ کی آنچ۔ ان کے نوحے صرف نظم نہیں

بلکہ روح کی صدا ہیں۔

بالخصوص ایک کلام میرے دل کو ایسا بھا گیا کہ گویا وہ میری اپنی دعا، میری اپنی عقیدت بن گیا۔ وہ اشعار کچھ یوں ہیں:

”دعا اُس کی کیسے رَد ہو
حاصل جسے علیؑ کی مدد ہو“

تشریح:

یہ مصرعہ محبتِ علیؑ اور ولایت کی قبولیت پر کامل یقین کا اظہار ہے۔ مشکل کشا علیؑ جس کے پشت پناہ ہوں، اُس کی دعا خدا کیسے رد کرسکتا ہے؟ یہ عقیدہ ایک شیعہ کے ایمان کا حصہ ہے کہ علیؑ فقط ایک صحابی یا خلیفہ نہیں، بلکہ اللہ کے محبوب بندے، باب العلم، اور نفسِ رسولؐ ہیں۔

”مشکل کشا علیؑ کو وہی مانتا
شجاعی جس کی جَد ہو“

تشریح:

یہاں شاعر علیؑ کی ولایت کو وراثتِ شجاعت سے جوڑتا ہے۔ جو علیؑ کی نسلِ فکری یا نسبی سے جُڑا ہو، وہی اُن کی عظمت کو پہچان سکتا ہے۔ علیؑ کو ماننا صرف الفاظ نہیں، بلکہ جرأت، وفا اور تقویٰ کی راہ ہے، جو صرف حق شناس دل اختیار کرتے ہیں۔

”عینُ اللہ، وجہُ اللہ علیؑ
اس کی عظمت کی کیا حد ہو“

تشریح:

یہ شعر معرفتِ علیؑ کے اُس مقام کی طرف اشارہ ہے جہاں بشری عقل تھک جاتی ہے۔ ”عین اللہ“ یعنی اللہ کی نگاہ، ”وجہ اللہ“ یعنی اللہ کا چہرہ ــــ یہ سب القابات امام علیؑ کی الوہی

خصوصیات کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان کی عظمت لامحدود ہے، اور ان کے مقام کی کوئی انتہا نہیں۔

''کامران علیؑ کو کیا مانے وہ
عقیدہ ہی جس کا بد ہو''

تشریح:

شاعر نہایت دوٹوک انداز میں فرماتے ہیں کہ ولایتِ علیؑ صرف اُن کے نصیب میں ہے جن کا عقیدہ پاکیزہ ہو۔ جس کا دل بغض، دنیا پرستی یا تعصب سے بھرا ہو، وہ نہ علیؑ کو مان سکتا ہے نہ پہچان سکتا ہے۔ علیؑ کو ماننا یعنی خود کو پاکیزہ عقیدہ رکھنے والوں کی صف میں شامل کرنا۔

اسی جذبے کے ساتھ کامران جعفری کے وہ اشعار بھی روح کو جھنجھوڑ دیتے ہیں جو نوحہ کی حقیقی روح کو زندہ کرتے ہیں:

''نوحہ ہماری روح میں گویا ہوا رقم
اشکوں سے لکھتے آئے یا حسینؑ کہہ کر''

تشریح:

یہاں شاعر نوحے کو روح کا کلام قرار دیتے ہیں۔ جب نوحہ اشکوں سے لکھا جائے، تو وہ قلم کی نہیں، دل کی تحریر بن جاتی ہے۔

''جس نے جلائے افق پر چراغ ہدایت
کو بہ کو روشنی، چار سُو زینبؑ''

تشریح:

حضرت زینبؑ کو خراجِ تحسین ہے کہ انہوں نے کوفہ و شام میں چراغِ ہدایت روشن کیے۔ ان کی بصیرت، خطابت اور صبر نے کربلا کے پیغام کو چہار سو پھیلایا۔

''حق کا ہر پیام، بقا کی ہر صدا
زندگی کا سرود، حسینؑ سے ہے''

تشریح:

شاعر حسینؑ کو زندگی، حق اور بقا کا استعارہ قرار دیتے ہیں۔ حسینؑ کی قربانی نے ہی دینِ محمدی کو زندہ رکھا۔

ہم دعا گو ہیں کہ ''کامران جعفری'' کی یہ سعی سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے دربار میں شرفِ قبولیت پائے، اور ان کا قلم ہمیشہ غمِ حسینؑ کو نئی نسلوں تک پہنچاتا رہے۔ پروردگارِ عالم ان کے کلام میں مزید تاثیر، روانی اور نور عطا فرمائے۔

سیدہ فرح رضوی

جاروب کشِ حضرتِ شبیرؑ — شکارپور، سندھ

شاعرِ اہلِ اطہارؑ - کامران جعفری

چونکہ میں خود شاعرِ اہلِ بیتِ اطہارؑ بھی ہوں اور آلِ رسولؐ بھی تو اس لیے بھی میں خوش نصیبی سمجھتا ہوں کہ سلام و منقبت پر مشتمل اس بے مثال مجموعہ پر مجھ خاکسار کو کچھ لکھنے کو کہا گیا۔ کیونکہ موضوعِ کربلا یا اہلِ بیتِ اطہارؑ اک ایسا حساس اور روحانیت سے بھرپور موضوع ہے کہ ہر مسلمان اس پر لب کشائی کرنا چاہتا ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہی وہ پاک گھرانہ ہے جن پر درود بھیجے بغیر ہماری نماز مکمل نہیں ہوتی جن کی محبت عینِ ایمان اور جن سے بغض عینِ نفاق کی علامت ہے اور شہدائے کربلا کی سوگوار یاد میں نکلے ہوئے اشک بھی حضورؐ کی سنتِ مبارکہ ہیں کیونکہ آپؐ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں جب آپ کو فرشتے کی طرف سے خبر ملی کہ آپ کی آلؑ پاک بھوکی پیاسی دشتِ نینوا میں قتل کر دی جائے گی تو آپؐ کی مبارک آنکھوں سے اشکوں کا سیلِ رواں ضبط کے سارے بند توڑ کر بہہ نکلا تو اگر اس بات کو مدِ نظر رکھیں تو شہدائے کربلا کی کربناک یادوں میں آنسو بہانا بھی سنت ہے۔ اہلِ بیتِ اطہارؑ کی یاد میں سلام، منقبت نوحہ صدیوں کی روایت ہے یہ ایسا پاک ذکر ہے جو تا قیامت ختم نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ پاک اس ذکر کو خود بلند کرنا چاہتے ہیں اس ضمن میں مجھے اپنا اک شعر یاد آ گیا

حسینؑ وہ ہیں کہ جن پر نبیؐ بھی روئے ہیں
کسی سے بجھ نہ سکیں گے کبھی عزا کے چراغ

اور کامران جعفری جیسے قادر الکلام شاعر کے شعری مجموعے پر لکھنا میرے لیے باعثِ صد افتخار ہے۔

ادب کے آسمان پر بامِ عروج ہر ایک کے مقدر میں نہیں ہوتا، کیونکہ آپ کو دوام اسی

صورت میں ملتا ہے جب آپ شعر وادب کی زمینوں کی آبیاری اپنے جگر کے لہو سے کرتے ہیں، تب کہیں جا کر آپ کو تخیل و اسلوب کے ثمر دار شجر نصیب ہوتے ہیں۔تخلیق کار دریا کو کوزے میں بند کرتا ہے، کم وقت میں گہری بات کرتا ہے، فکر و وجدان، فہم وادراک کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر علم و آگہی کے موتی نکالتا ہے اور زمانے بھر کی تیرگی کو اُجالوں میں بدلنے کا ہنر رکھتا ہے۔

کامران جعفری صاحب کا دل اللہ، رسولؐ اور اہلِ بیتِ اطہارؑ کی محبت سے منور ہے ان کی مودت کے نور سے اس قدر روشن ہے کہ نفرت یا نفق کی تیرگی اسکو چھو بھی نہ سکے آپ کی یہ عقیدت آپ کے اس سلام ومنقبت پر مشتمل مجموعے کی صورت میں ہمیں جا بجا نظر آتی ہے۔

نعت، سلام، منقبت، نوحہ، مرثیہ ان اصنافِ ادب پر کلام کہنا کسی عطا سے کم نہیں کیونکہ یہ ایسی اصنافِ ادب ہیں کہ یہاں آپ کی محبت آپ کا عشق وجنوں واضح ہوتا ہے۔عام دنیاوی شاعری ہم قافیہ پیمائی کر کے یا اپنے فن کے زور پر غزلیات یا نظموں کو کہہ لیتے ہیں۔مگر منقبت، نعت، سلام یہ عشقِ رسولؐ یا محبتِ اہلِ بیت کے بنا ممکن نہیں۔کیونکہ یہاں آپ کا اخلاص چاہیے۔حقیقی اور سچا عشق چاہیے۔اور یہ موددت یہ عشق آپ کے ہر لفظ میں نظر آتا ہے۔آپ محبِ اہلِ بیتِ اطہارؑ ہیں اس لیے ان کا ذکرِ پاک آپ کچھ اور شدت سے اس لیے بھی کرتے ہیں۔جو حقیقی محبت کی تاثیر بولتی ہے۔

اور بلا شبہ اس پاک در کی نوکری اور ان کا دستِ کرم بنا عاجزی کے ملنا ناممکن ہوتا ہے۔

بلا شبہ آپ ایک کہنہ مشق شاعر ہیں۔صاحبِ اسلوب شاعر ہیں۔آپ کی تمام تر شاعری حرفِ آغاز سے حرفِ انجام تک حسین پھولوں کا ایک گلدستہ ہوتی ہے۔جس میں ہر رنگ کا معطر پھول شامل ہوتا ہے۔آپ نے اپنی اشکبار آنکھوں سے علیؑ کے مظلوم بچوں کا مرثیہ حسینؑ کے لاڈلوں کا نوحہ لکھا جس کا ایک ایک لفظ چادرِ تطہیر میں لپٹا ہوا ہے جسے فقط دیدہء بینا رکھنے والے ہی سمجھ سکتے ہیں یا اہلِ دل ہی ان کے اشعار پر ماتم کناں وگریہ کناں ہوں گے جن کو رسولؐ سے بھی محبت ہوگی اور اس کی آل پاک سے بھی کیونکہ یہ دونوں لازم وملزوم ہیں یہاں اک شاعر

نے کیا خوب کہا تھا:

جے چھڈنی آل نماز نوں چھڈ

ساری آل نماز دے وچ اے

کامران جعفری صاحب کے اک اک شعر کی تشریح پر اک الگ کتاب مرتب کی جاسکتی ہے بس نمونہ کے طور پر کچھ کلام آپ کی بصارتوں کی نذر کر رہا ہوں:

''ذکر شبیرؑ میں ہے جہاں کی راحت

رحمتوں کا ورود حسینؑ سے ہے''

یہ اشعار عقیدت، معرفت اور فنِ سخن کی ایک خوبصورت مثال ہیں۔ شاعر نے دو مختصر مصرعوں میں وہ گہرے معانی سمو دیے ہیں، جو کئی صفحات پر بھی شاید مکمل نہ ہو سکیں۔

پہلے مصرعے ''ذکرِ شبیرؑ میں ہے جہاں کی راحت'' میں شاعر نے امام حسینؑ کے ذکر کو محض ایک مذہبی تذکرہ نہیں، بلکہ سکونِ عالم کا سرچشمہ قرار دیا ہے۔ گویا کائنات کی ہر بے قراری کا علاج، ہر بے سکونی کا مرہم، اور دلوں کے اضطراب کا مداوا فقط امام حسینؑ کے ذکر میں مضمر ہے۔ اس مصرعے میں صوفیانہ رنگ بھی جھلکتا ہے، جہاں ''ذکر'' صرف زبان کا عمل نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں میں اترنے والی ایک روحانی کیفیت ہے۔

دوسرا مصرع ''رحمتوں کا ورود حسینؑ سے ہے'' اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ حسینؑ کی ذات خود مظہرِ رحمت ہے۔ گویا اگر بارانِ رحمت برستی ہے تو وہ حسینؑ کے وسیلے سے، اگر رب کا کرم دنیا پر سایہ فگن ہے تو وہ حسینؑ کی قربانی کی بدولت۔ اس بیان میں شاعر نے وسیلۂ نجات اور واسطۂ کرم کو حسینؑ سے جوڑ کر ایک ایسا نظریہ پیش کیا ہے جس پر اہلِ دل صدیوں سے یقین رکھتے آئے ہیں۔

یہ اشعار صرف عقیدت کا اظہار نہیں بلکہ ایک مکمل فکری اور روحانی فلسفہ ہیں۔ زبان سادہ ہے مگر بیان میں عظمت، تاثر اور وقار کی جھلک نمایاں ہے۔ یہی وہ کلام ہوتا ہے جو نہ صرف

سننے والے کو جھنجھوڑ دیتا ہے بلکہ اسے فکر کی گہرائیوں میں بھی لے جاتا ہے۔

''ظلمت کی آنکھوں میں آنکھیں جمائے

کہہ گئی حق کا، حق ہو بہ ہو زینبؑ''

کامران جعفری کا یہ شعر کربلا کی اس روحانی و انقلابی داستان کا عکس ہے، جس کا ہر لمحہ صداقت، استقامت اور قربانی سے روشن ہے۔ انہوں نے ان چند مصرعوں میں جنابِ زینبؑ کی شخصیت کے وہ پہلو اجاگر کیے ہیں جو تاریخِ انسانیت کے ماتھے کا جھومر ہیں۔

پہلا مصرع ''جنابِ زینبؑ پہ'' جیسے ہی زبان سے نکلتا ہے، ایک تقدس، ایک احترام، اور ایک روحانی فضا سامع یا قاری کے دل پر طاری ہو جاتی ہے۔ شاعر یہاں سے آغاز کرتے ہوئے نہ صرف ادب کی بلندیوں کو چھوتے ہیں بلکہ قاری کو ذہنی طور پر اُس مقامِ صبر پر لا کھڑا کرتے ہیں جہاں زینبؑ نے دنیا کو جرأت کا اصل مفہوم سکھایا۔

''ظلمت کی آنکھوں میں آنکھیں جمائے—'' یہ فقرہ شاعر کے انقلابی تخیل کا عکاس ہے۔ ظلمت محض تاریخی اندھیرے نہیں، بلکہ یزیدی نظام کا استعارہ ہے۔ اور جنابِ زینبؑ ان اندھیری آنکھوں میں نگاہ ڈال کر وہ حق گوئی فرماتی ہیں جو قیامت تک ہر مظلوم کو حوصلہ دیتی ہے۔

''کہہ گئی حق کا، حق ہو بہ ہو زینبؑ—'' یہ مصرع ایک ابدی صدا ہے۔ یہ جملہ محض تاریخی بیان نہیں، بلکہ ایک نظریاتی فتح ہے۔ شاعر نے سادگی سے وہ بات کہہ دی جسے صدیوں کے مفکرین نے صفحات میں سمونے کی کوشش کی۔ "ہو بہ ہو" کی ترکیب زینبؑ کی سچائی، بے باکی اور مکمل حق گوئی کو اس شان سے پیش کرتی ہے کہ دل خود بخود گواہی دیتا ہے: یہ زینبؑ کی صدا ہے، جس میں کوئی جھول نہیں، کوئی مصلحت نہیں، صرف حق ہے اور وہ بھی مکمل۔

کامران جعفری کے اشعار کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے کہ وہ تاریخ کو بیان نہیں کرتے، تاریخ کو زندہ کرتے ہیں۔ ان کا اسلوب نہ صرف شعری حسن سے مزین ہے بلکہ فکری و روحانی اعتبار سے بھی گہری تاثیر رکھتا ہے۔ وہ قاری کو صرف پڑھنے پر مجبور نہیں کرتے بلکہ محسوس

کرنے، سوچنے اور آنکھوں میں منظر بسا لینے پر مجبور کرتے ہیں۔

یہ شعر بھی انہی خصوصیات کا مظہر ہے — سچائی، صبر، جرأت اور جمال کا امتزاج۔

واقعی، کامران جعفری نے کیا خوب کہا ہے — ایسا شعر جس پر صرف داد نہیں دی جاتی، سلام پیش کیا جاتا ہے۔

مولائے کائنات آپ کے رزقِ قلم میں مزید اضافہ فرمائے اور رہتی دنیا تک آپ کے نام کو زندہ رکھے آمین

سید علی تنہا

شاعر، ادیب، مبصر

سرپرستِ اعلیٰ بزمِ لطیف رجسٹرڈ پاکستان،

بزمِ محبانِ علیؑ،

بزمِ محبانِ قلم انٹرنیشنل

فتح پور ضلع لیہ پنجاب پاکستان

0332-4964771

اشک، عشق، اور اظہار کامران جعفری کی نوحہ گوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد اللہ الذی جعلنا من المتمسکین بولایت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ

تمام حمد اس رب العزت کے لیے جس نے ہمیں آلِ محمدؐ کی محبت میں ماتم کرنے والوں میں شمار کیا۔

اور درود ہو ان ہستیوں پر جن کی یاد میں آنکھ اشک بار ہو تو وہ آنسو بھی عبادت کہلاتے ہیں۔

میں خطیب ممبر ہوں، زبان پر ذکر علیؑ، دل میں عشق حسینؑ لیے جب میں ممبرِ ولایت پر کھڑا ہوتا ہوں تو کچھ نام ایسے ہوتے ہیں جن کا کلام چراغ بن کر روشنی بکھیرتا ہے۔

کامران جعفری ان ہی ناموں میں سے ایک درخشندہ ستارہ ہیں، جنہوں نے نوحہ گوئی کو صرف اشعار کی بندش تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے سجدہِ دل، اشکِ شعور، اور جذبہ ولایت کی ایک مکمل تصویر بنا دیا۔

انہوں نے جہاں شہزادہ علی اصغرؑ کے شیر خوار لہو کو میدانِ حق میں گواہی بنتے دکھایا۔ وہیں ولایتِ علیؑ کو اسلام کی زباں بنا کر یوں بلند کیا!

مقتل میں ہر آذاں نے پیغام یہ دیا

اسلام کی زباں تھا "علی ولی اللہ"

یہ شعر نہیں بلکہ صدیوں کا خلاصہ ہے۔ یہ مقتل کی مٹی کی گواہی ہے۔

اور جب وہ ماتمیوں کی شان کا ذکر کرتے ہیں تو اشعارِ بندگی اور وفا کی سند بن جاتے

ہیں!

فقط ماتم شعار نہیں، سجدہ رہے دل کا

ہم نے یہ حق نبھائے یاحسینؑ کہہ کر

یہ شعر سن کر ہر نوحہ خواں، ہر ماتمی ،اپنے سجدئے کو پہچانتا ہے کہ وہ صرف رونا نہیں ،ایک عہد کی تجدید کرر ہا ہے۔

یہ وہ سچ ہے جو اشکوں کے وسیلے سے سینوں پر رقم ہوتا ہے۔

''صدائے ماتمی'' ایک ایسی کتاب ہے جو عزادار کے دل کو چھوتی ہے۔ ہر خطیب کو روشنی دیتی ہے۔اور ہر شاعر کو پیغام عطا کرتی ہے کہ نوحہ فقط غم نہیں۔شعور کا چراغ بھی رہے۔

کامرآن جعفری نے آلِ محمدؐ کے مصائب کو ایسے بیان کیا ہے کہ قاری صرف پڑھتا نہیں روتا ہے، جیتا ہے،اور محسوس کرتا ہے۔

ان کی قلم کی روشنائی میں معرفت،محبت اور استقامت شامل ہے۔ان کے کلام سے قافلہ ولایت کی صدائیں بلند ہوتی ہیں اور ماتمی دلوں کو حوصلہ ملتا ہے میں دعا گو ہوں کہ کامرآن جعفری کا قلمِ ہمیشہ حسینیت کے پرچم تھامے رکھے اور ان کے نوحے اور فضائیلِ آلِ محمدؐ پر لکھے کلام زمانون تک غمِ حسینؑ کا فکری سرمایہ بنے رہیں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

یاحسینؑ یاعلیؑ یازہراؑ

وکیلِ ولایت علیؑ ۔مبلغ ولایت سلطان المناظرین،خطیب آلِ محمد

علامہ اظہر عباس حیدری

راہوالی گجرانوالہ

0333-8167912

اظہارِ خیال

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

''آپس میں ملاقات کیا کرو، ایک دوسرے سے جُڑے رہا کرو، اور ہمارے امر (ہمارے دین، ہمارے ذکر، ہمارے مصائب وفضائل) کو یاد کیا کرو اور زندہ رکھو۔ اللہ کی رحمت ہو اُس پر جو ہمارے امر کو زندہ رکھے۔''

(الکافی، جلد دوم، صفحہ ۲۰۰)

تمام حمد اُس ربِ کریم کے لیے ہے جو محمدؐ و آلِ محمدؐ کی محبت کو ہمارے دلوں میں ودیعت کرتا ہے۔ درود و سلام ہوں ان پاک ہستیوں پر جن کا ذکر عبادت، جن کی ولایت نجات، اور جن کے غم میں بہنے والے اشک وسیلۂ بخشش ہیں۔ محمد مصطفیٰؐ، علی مرتضیٰؑ، فاطمۃ الزہراؑ، حسنؑ و حسینؑ، اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی سیرت اور مصائب ہر اُس دل کے لیے نور کا سرچشمہ ہیں جو عشقِ اہلِ بیتؑ سے دھڑکتا ہے۔

انہی انوارِ مقدّسہ کے ذکر پر مشتمل ایک کتاب ''اشکِ عزا'' کے عنوان سے کچھ عرصہ قبل پیش کی گئی، جو الحمدللہ مخلص مومنین، ذاکرین، خطبائے کرام اور ماتمی برادری میں غیر معمولی طور پر پسند کی گئی۔ قارئین کی محبت اور دعاؤں کے سبب وہ کتاب بہت جلد اپنے دوسرے ایڈیشن کے ساتھ ایک بار پھر آپ کی خدمت میں پیش ہونے والی ہے۔

اسی سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے، اور مومنین کے پُرخلوص اصرار پر، اب ایک نئی کتاب ''صدائے ماتمی'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ صرف ایک شعری مجموعہ نہیں بلکہ اہلِ بیتؑ کی یاد میں تپتے دلوں کی دھڑکن ہے، ہر اس مومن کی آواز ہے جو ذکرِ مظلومِ کربلا کو اپنی روح کی غذا سمجھتا ہے، اور ہر اُس ماتمی کی صدا ہے جو یاحسینؑ کہہ کر اپنے اشکوں کا نذرانہ پیش کرتا ہے۔

''صدائے ماتمی'' میں فضائل و مصائبِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کو شاعری کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں زنجیر زنی، ماتم زنی، یا علی مدد، حقِ زہراؑ، پنجتن پاکؑ، شہدائے کربلا، اسیرانِ شام، اور تمام معصومین علیہم السلام سے منسوب موضوعات پر متنوع اور پُراثر کلام شامل کیا گیا ہے۔ ہر بند، ہر مصرعہ، ایک عقیدت مند دل کی دھڑکن ہے؛ ہر صفحہ عزاداری کا آئینہ ہے۔

یہ کتاب مکمل طور پر اردو زبان میں ہے، تاکہ ہر اردو فہم مومن اس سے بہ آسانی فیض حاصل کر سکے، چاہے وہ خطیب ہو، نوحہ خواں ہو، شاعر ہو یا عام قاری۔

میں شکرگزار ہوں ان تمام مخلص احباب کا، جنہوں نے اس راہِ عشق میں ہمیشہ میرا ساتھ دیا، خلوص، دعا، تعاون اور حوصلہ افزائی سے اس کام کو ممکن بنایا۔ خاص طور پر:

ملک توصیف علوی (کھبہ بڑالہ)، راجہ سجاد علی (کھبہ بڑالہ)،

معروف و مشہور طرز نگار حسن علی بھائی (ڈھڈیال)،

حاجی انوار جعفری صاحب (ڈھڈیال)،

ذاکرِ اہلبیتؑ و شاعر فخر عباس فخری (نئی آبادی، چکوال)،

واجب علی (فرید کسر)،

استاد حیدری چکوال پارٹی،

جابر علی ڈھڈیال پارٹی،

شجاعت عباس، فرحت عباس، سیداڈا ملنگ پارٹی،

سالار نثار علی (ملنگ پارٹی، ڈھوک بدھال)،

ساجد علی، خرم علی بھائی (ملنگ پارٹی، پنڈوری)،

زوار طلعت عباس (ماتمی سنگت کف العباس، چک بیلی خان)،

قاسم رضا علوی (ماتمی سنگت وفائے ذوالجناح، کھبہ بڑالہ)،

سید راحت زیدی، سید عرفان شاہ جی، زیدی ویر 110، راقب علی، تصور علی (ماتمی سنگت آلِ عبا، بھنگالی)،

سید تقی شاہ کاظمی (کاروان سخی سید نوری نذر شاہؒ، دیوان سرکار سید کسراں)،

سالار غلام شبیر بھائی، عاصم علی بھائی (ماتمی سنگت عطائے زینبؑ، بگھوال)،

سید ذوالفقار حیدر باوازلفی شاہ (مدینہ سیداں)،

احسان محسن (چکوال)،

سید شہزاد کاظمی (چوہڑ چوک)

ماتمی سنگت مسافرہ شام، مدینہ سیداں،

عون علی پیارا، سرشار علی پیارا، اوران کے والد محترم استاد تنویر علی پیارا (مرحوم)،

اور میرے پیارے ماموں شاہد جعفری (کھبہ بڑالہ)۔

شاعر آل عباع و مشہور نوحہ خواں سید ابصار کاظمی (سید کسراں)

بشیر محاری بھائی اوران کی فیملی (میانوالی)

بخت علی طرز نگار (ڈھڈیال)

زاکر اہلبیت سید مطیع الحسنین کاظمی (گاہی سیداں)

زاکر اہلبیت سید سہیل اقارب (سید کسراں)

شاعر اہلبیت ع ہادی علی (راولپنڈی)

سید عقیل شاہ کاظمی المشہد ی (سالار لشکر سرکار عباس تھانہ چونترہ)

ملک اسد علی - ملک محسن علی - ملک حسن علی - ملک احسان علی - ملک احسن علی - (کھبہ بڑالہ)

سید توصیف کاظمی المشہد ی (محمودہ سیداں)

سید ثاقب عمران کاظمی المشہد ی (محمودہ سیداں)

سید امداد کاظمی المشہد ی (محمودہ سیداں)

سید حبدار کاظمی المشہد ی (محمودہ سیداں)

سید رجب کاظمی المشہد ی (محمودہ سیداں)

سید فدا حسین شاہ دریا قادر قلندر (مری)

باوا سید رضا شاہ کاظمی (مری سوراسی)

باوا سید عامر شاہ کاظمی (مری سوراسی)

باوا سید یاسر شاہ کاظمی (پنڈ بگھوال)

سید وصی حیدر کاظمی (پنڈ بگھوال)

باوا سید احسان شاہ کاظمی (پنڈ بگھوال)

باوا سید غضنفر شاہ (کری شہر اسلام آباد)

ماتمی شاکرعلی (گجرخان بگھوال)

پیارے بھائی ماتمی وزنجیرزن خرم جعفری (کھبہ بڑالہ)

ان تمام باوفا چہروں کا خلوص میرے دل میں محفوظ رہے گا، اور یہی محبتیں میرے قلم کو روشن رکھتی ہیں۔

دعا ہے کہ اس کتاب کو پڑھنے والا ہر دل، ذکرِ حسینؑ سے منور ہو، ہر آنکھ اشکبار ہو، اور ہر زبان پر ہو:

لبیک یا حسینؑ ، لبیک یا زہراؑ!

بندۂ ناچیز، خاکسار، شاعرِ آلِ عباؑ

کامران جعفری

کھبہ، چک بیلی خان

تھانہ چونترہ، تحصیل وضلع راولپنڈی

0321-5613504

حمد

خدایا عشق سے تیرے سرشار ہوگئے ہیں
کرم تمہارا ہے کہ ہم عزادار ہو گئے ہیں

ہمیں ملا ہے غم تو یہ انعام ہے تیرا
کہ اشِک غم حسینؑ میں بیدار ہوگئے ہیں

تیری رضا کی راہ ہے بس در پہ شہؑ کے ماتم
یہی وسیلہ حشروکسار ہوگئے ہیں

حسینؑ کے غموں میں تیری رحمتیں برستی
یہ اشک تیری یاد کا اظہار ہو گئے ہیں

لبوں پہ ذکر تیرا دلوں میں غم محمدؐ
یہی شعار بن کے وفادار ہو گئے ہیں

خدا کی ذات ظاہر ہے ہر اشکِ ماتمی میں
یہ درد تیرے ذکر کا معیار ہو گئے ہیں

جو سجدہ کربلا میں کیا بندۂ مطلقؑ
اس کے دم سے ہم بھی پرستار ہو گئے ہیں

خدا کی حمد میں ہے یہ نوحہ، یہ گریہ، ماتم
یہ سوزِ دل کے نغمے ہی ازکار ہو گئے ہیں

یہ حمدِ حق ہے جس میں غمِ شہہؑ کا نور شامل
جو لفظ تھے کبھی وہی تلوار ہو گئے ہیں

"لکھا کامران" نے جو وہ نذر رہے خدا کی
حسینؑ کے طفیل ہی اشعار ہو گئے ہیں

نعت

ذکرِ نبیؑ ہے مری زباں پر
تاثیر رہتی ہے ہر بیاں پر

جس نے درود انؑ پر پڑھا ہو
لکھی گئی بخشش اس گماں پر

یادِ محمدؐ میں کیف ایسا
جیسے ہو خوشبو گلاب داں پر

لب پہ درود آئے جب کبھی بھی
رحمت برستی ہے کہکشاں پر

کملی میں لپٹا ہوا اجالا
سایہ ہے جیسے ہر امتحاں پر

عاشق ہوں ان کا گدا ہوں ان کے در کا
کامران رکھتا ہے دل نبیؐ کی جاں پر

فضائل

○

مزارِ حق نشانِ حق پیام یاحسینؑ
لاکھوں درود تجھ پر سلام یاحسینؑ

صداؤں میں کُھلا رہے احترام یاحسینؑ
زبان پر ہر گھڑی رہے تیرا نام یاحسینؑ
لہو سے تو نے لکھا ہے کلامِ حق مکمل
بنا تو دینِ احمد کا نظام یاحسینؑ

تری نسبت سے روشن ہے مقام یاحسینؑ
غلامی تجھ پہ ہے عالی مقام یاحسینؑ
نہ ہو زر یا قصر تو ہو ساتھ
کفن پر بھی لکھا تیرا کلام یاحسینؑ

سراپا صبر تسلیم و قیام یاحسینؑ
نمازوں میں جھلکتا ہے پیام یاحسینؑ
نہ جھکنا ظلم کے آگے سکھایا تو نے سب کو
بنا ہر عاشقِ حق کا امام یاحسینؑ

تری قربانیاں ہیں لازوال و عام یاحسینؑ
نہ ختمی ہے نہ ان پر اختتام یاحسینؑ
قیامت تک رہے گا تذکرہ تیرا
نبیؐ کا دین ہے تیرا نظام یاحسینؑ

ہوائے غم میں لکھتا ہوں کلام یاحسینؑ
ہے حرف حرف میرا ناتمام یاحسینؑ
کامرانؔ کو نسبت تیرے در سے ہی ملی ہے
سجا ہے دل میں تیرا ہی کلام یاحسینؑ

○

دعا ہے اس کی کیسے رَد ہو
حاصل علیؑ کی جسے مدد ہو

مشکل کشا علیؑ کو وہی مانتا
شجاعی جس کی جد ہو

عین اللہ وجہہ اللہ علیؑ
اس کی عظمت کی کیا حد ہو

کامران علیؑ کو کیا مانے وہ
عقیدہ ہی جس کا بد ہو

○

لفظِ ماتمی ہے مجھ سے منسوب ہوگیا
میں فاطمہؑ حسینؑ کو محبوب ہوگیا

جب سے سنا کہ آتے ہیں پنجتن یہاں
فرشِ عزا پر میں بھی مطلوب ہوگیا

توفیقِ گریہ و علم و عزاداری
میری جبین پر نقش مکتوب ہوگیا

درِ حسینؑ سے جو ملا ہے شفا کا در
وہ بانٹتا ہے سب کو محبوب ہوگیا

جو بھی جھکا حسینؑ کے در پر ادب سے وہ
دل سے بھی اور نظر سے مرعوب ہوگیا

یہ فیض ہے فقط دُعائے بتولؑ کا
کہ دل مرا بھی کرب میں مجذوب ہوگیا

کامرانؔ جب سے مدحِ شہِ دیں لکھنے لگا
لفظوں میں اس کے نور بھی مرغوب ہوگیا

○

نفسِ رسولؐ ہے تو یداللہ اسد حیدرؑ
سالارِ مصطفیٰؐ ہیں کرتے مدد حیدرؑ

لحد میں بھی جلالِ مرتضیٰؑ کی ہے جھلک
لب پر فرشتگان کے ذکرِ احد حیدرؑ

نظامِ عدل حلم کا پیکر امام حق
ہے رب کی مہر سے ہوا جس کو سند حیدرؑ

فلک بھی جھک گیا زمین نے پاؤں چھومے
قدم بڑھا کے آگیا شانِ ابد حیدرؑ

یہ شان ہے فقط علیؑ کی کوئی اور کیا کہے
کہ جس میں ہے جلال بھی ہے حس وقد حیدرؑ

کلامِ مدحِ مرتضیٰ لکھتا ہے دل سے کامراںؔ
جو فخرِ دین ہے وہ ہے معتمد حیدرؑ

○

راہب نے بولا میری تقدیر بدل دے
بیٹے نہیں نصیب میں شبیرؑ بدل دے

تو نفسِ احمدؐ جگرِ بتولؑ ہے
بگڑی ہوئی مری یہ تعبیر بدل دے

تو حق کا کربلا میں مینار ھدی ہے
ظلمت میں ڈوبتی مری تنویر بدل دے

تو دَم سے جس کے کعبہ سربلند ٹھہرا
میرے وجود کی بھی زنجیر بدل دے

اے شاہِ کربلا میں ہوں بے نوا مسافر
سجدے میں گر کے کہہ رہا تقدیر بدل دے

کامرآن کہتا ہے اے شافع محشر
ہجرت کی اس صدا کی توقیر بدل دے

○

حیدرؑ سخی پیارے جب میری لحد آئیں گے
لے کر مرے لیے بخشش کی سند آئیں گے

محشر کی تپش میں جب حشر دھمکا ہو گا
میرے سپر و وارث بن کے مدد آئیں گے

گھبرا نہ سکے گا میدان مرا دل بھی
یا علیؑ کی صدا دے شاہِ احد آئیں گے

جب جرم سے لرزے گا دل بندہِ عاصی کا
حیدرؑ شفیع بن کر لے کر عدد آئیں گے

○

ایماں کے سلطان ہیں ابوطالبؑ
مصطفیؐ کی جان ہیں ابوطالبؑ

حق کے گواہ اولین کہلائے
نور کی پہچان ہیں ابو طالبؑ

رات کو جب ظلم چھا گیا تھا
صبح کی اذان ہیں ابو طالبؑ

جب نبیؐ پہ وقت ستم آیا
ڈھالِ مہربان ہیں ابو طالبؑ

طور پر گر موسیٰؑ نے رب پایا
صدق کا نشان ہیں ابو طالبؑ

گود میں جن کی پرورش پائی
رحمت رحمٰن ہیں ابو طالبؑ

دشمنوں نے چھپایا ان کا حق
حق کا اعلان ہیں ابو طالبؑ

کامرآن کہتا ہے سر جھکا کر
میر مومنان ہیں ابو طالبؑ

○

دعا ہے زہراؑ کی یہ عزائے حسینؑ
سدا ہے دِل ماتمی برائے حسینؑ

لُٹے نہ ایمان ہو سلامت یقین
سکھاتی ہے ہم کو ثنائے حسینؑ

جھکے ہیں سر، رو رہے ہیں دلوں سے
نصیبوں میں لکھی دعائے حسینؑ

کریمی میں سب سے سدا ہے مقام
گُدازِ دلوں کی عطائے حسینؑ

اترتے ہیں آنکھوں سے اشکوں کے قافل
یہی تو ہے رحمت جزائے حسینؑ

بسا ہے جگر میں محبت کا سَرچشمہ
میں خود کو سمجھوں گدائے حسینؑ

کہے کامرانؔ آج فرشِ عزا پر
ہے میرا بھی رستہ رضائے حسینؑ

○

مقدادؓ ابوذرؓ سلمانؑ پیارے
اصحاب مصطفیٰؐ سب شان پیارے

سچائی کے علم بردار ہیں سب
ایمان کے یہ جواں عرفان پیارے

دھوپوں میں وفا کی چھاؤں بنے جو
اسلام کے وہی ارکان پیارے

سلمانؑ علیؑ سے نسبت رکھی جب
کہنے لگا جہاں: ”سلطان پیارے“

مقداد کا جھکاؤ حرف علیؑ تھا
دشمن کے بیچ بھی اعلان پیارے

عمارؓ کے لہو سے حق نے چمک پایا
ظلمت میں وہ بنے تھے طوفان پیارے

درِ علیؑ سے جو بھی جڑ گئے دل سے
وہ لوگ کہیں خدا کے مہمان پیارے

اصحاب تھے وفا کی بیتِؑ نبیؐ کے ساتھ
لکھتا ہے یہ سلام دِل سے کامران پیارے

○

دینِ حق مبین کی ضیاء حسینؑ سے ہے
ملی لا اِلا کو بھی بقا حسینؑ سے ہے

کربلا کے خون سے ہے زندگی کا سلسلہ
حق کے ہر پیام کی صدا حسینؑ سے ہے

جس نے لا اِلا کو دلوں میں نقش کر دیا
وہ اذانِ حق کا قبلۂ تا حسینؑ سے ہے

ذوالفقار حیدری کا وار خامشی بھی تھا
سر بریدگی میں بھی ندا حسینؑ سے ہے

آستاں پہ فاطمہؑ کے سر جھکائے ہیں فرشتے
پاکی و طہارت و حیا حسینؑ سے ہے

لکھتا ہے کامران دل وجاں سے مدحِ شاہ
ایماں، رضا، یقین وفا حسینؑ سے ہے

○

آرزو ہے یہی ہو سدا ماتم
ہر گلی ہر نگر ہر صدا ماتم

دل میں ہو نور زہراؑ کی یہ روشنی
بن کے پھیلائے ہر رہ نما ماتم

زخمِ زہراؑ کی ہے یہ صدا اب تک
ہے میرے غم کی ہر انتہا ماتم

جس کو چھو جائے وہ اشک غم حسینؑ
کر اٹھے روح بھی باوفا ماتم

چشم زینبؑ سے جو اشک برسے کبھی
بن گیا ہر وہ لمحہ دعا ماتم

عشقِ شبیرؑ میں ہو فقط زندگی
اور مرنے سے پہلے کیا ماتم

قبر میں بھی یہ حسرت رہے تاابد
میرے لب پر ہو ذکرِ خدا ماتم

کامران اشک بہتا ہے ہر صبح و شام
کر رہا ہے وہ دل سے وفا ماتم

○

قرباں ہیں ہم ہر اِک جاں لبیک یا زینبؑ
باندھا ہے عہد و پیماں لبیک یا زینبؑ

زینبؑ کا صبرو شجعت رہی ہے آج تک بھی
بنتِ علیؑ کا احساں لبیک یا زینبؑ

دنیا کے ہر یزیدی لرزاں ہیں سن کے نعرہ
اٹھتا ہے پھر سے طوفان لبیک یا زینبؑ

زنجیر خون مانگے نیزے پکار اٹھیں گے
ہے گریہ کی یہ پہچاں لبیک یا زینبؑ

آنسو ہماری تلوار سینہ ہماری طاقت
کرتے ہیں ہم پر قرباں لبیک یا زینبؑ

جب تک ہے سانس باقی کٹ جائے گر بدن بھی
بدلے گا کب یہ فرماں لبیک یا زینبؑ

زینبؑ کا حوصلہ ہے شمشیر سے بھی بڑھ کر
لکھتا ہے دل سے کامراں لبیک یا زینبؑ

”ولائے حیدرؑ سجدۂ وفا“

آتی ہے نجف سے صدائے حیدرؑ
بچا گئے بہتر ولائے حیدرؑ
لبوں پر فقط یا حسینؑ کی صدا
دلوں میں تڑپتی وفائے حیدرؑ
غریبی میں تنہا ہوا ہے کفن
جو سجدے میں پڑھتا دعائے حیدرؑ
کبھی جس پہ زہراؑ نے پردہ رکھا
بجھا دی گئی وہ ضیائے حیدرؑ
لٹائے جو قاسمؑ نے ارمان سب
وہ قربان تھے برضائے حیدرؑ
اصغرؑ نے گلے پر سہا تیر ظلم
کہ تھی اس میں گونجی صدائے حیدرؑ

گئے جو علی اکبرؑ اپنی مثال
بنے وہ بھی آیئہ ضیائے حیدرؑ
علم جس نے دریا پہ سجدے میں رکھا
وہ بازو تھے مدعائے حیدرؑ
لبوں پر تھی شبیرؑ کی آخری
صدا یہ: ''سلامی وفائے حیدرؑ''
سنبھالا سجادؑ نے قیدی بنے
تھے زنجیر میں بھی ندائے حیدرؑ
علیؑ کی ولایت کا پرچم بلند
ہے ہر دلِ میں نقشِ وفائے حیدرؑ
جہاں میں علیؑ کا ہے سکہ رواں
ہے ہر سمت جلوہ، ضیائے حیدرؑ
کامران نے لکھا یہ فرمان رب ہے
کہ واجب ہے ہم پر، ولائے حیدرؑ

○

اے ماتمی تمھارا مقام جنت ہے
زہراؑ کی ہر دعا میں پیام جنت ہے

جو اشک بہہ رہے ہیں غمِ شہہ دیں پہ
ہر ایک اشک پہ رب کا سلام جنت ہے

فرش عزا بچھانا ہے بندگی جیسا
یہ بندگی کا اعلی نظام جنت ہے

زنجیر کی صدا پر ملائکہ کہہ دیں
یہ نعرۂ وفا ہے احترام جنت ہے

زہراؑ کے غم میں روتا ہے جو خلوص سے
کامران ماتمی کا ہی نام جنت ہے

○

حَسنؑ سے روشن نام غازیؑ
حسینؑ کا ہے احترام غازیؑ

عدو پہ بن کر وہ قہر ٹوٹا
لشکروں کا اختتام غازیؑ

پکارتی تھی سکینہؑ جس کو
وہی تو تھا انتظام غازیؑ

علم اٹھایا جھکی نہ پل بھر
یہ ہے حماسا کلام غازیؑ

نظر میں زینبؑ کا احترام
دلوں میں روشن نظام غازیؑ

وفا کا دریا حیا کا پیکر
عیاں ہے سب پر خُرام غازیؑ

زباں پہ جاری ہے کامران کے
سلام دائم سلام غازیؑ

○

ماتم میں ڈوبا ہوا میں ملنگ ہوں
نوحہ ہوں، نالہ ہوں، اشکوں کا رنگ ہوں

زنجیر لگتی ہے جیسے دعا
زخموں کے لَے پر میں رقصِ جنگ ہوں

آنسو ہیں، سجدے ہیں، شب کا سکون
ذکرِ شہیداں سے لب پہ ترنگ ہوں

لب پر فقط یاحسینؑ کی صدا
دنیا سے ہٹ کر فقط ان کے سنگ ہوں

جب بھی ستم کی ہو تپتی ہوا
سایہ ہوں غازیؑ کا شیرِ دبنگ ہوں

اکبرؑ کا نوحہ ہو یا قاسمؑ کا غم
ہر دردِ شبیرؑ میں امنگ ہوں

شعلوں میں بھی فرش بچھا دو اگر
تو سمجھو کہ خادمِ بیباک رنگ ہوں

جس دِل میں جلتی ہو یاد حسینؑ
میں اس دِل گریہ کا آہنگ ہوں

○

اصغرؑ تیری مسکان سے نو لاکھ ڈرے ہیں
ننھی سی تیری جان سے نو لاکھ ڈرے ہیں

آیا سر میدان جو بانوؑ کا دلارا
یوں لہجۂ یزدان سے نو لاکھ ڈرے ہیں

گودِ حسینؑ میں چمکتا تھا جو چہرہ
اس نور کے امکان سے نو لاکھ ڈرے ہیں

لب پر نہ شکایت نہ کوئی حرفِ تکلم
اس صبر کے اعلان سے نو لاکھ ڈرے ہیں

مقتل میں کھڑا طفل سکینہؑ کا سہارا
اک ناز کے میزان سے نولاکھ ڈرے ہیں

سویا ہے وہی جاں کہ جہاں حور بھی لرزے
سجدۓ کی اسی شان سے نو لاکھ ڈرے ہیں

تاریخ نے لکھا ہے یہ زخموں کی زباں میں
اک خون کے فرمان سے نو لاکھ ڈرے ہیں

یہ اپنے زمانے کا ہے اب پھر وہ ابوطالبؑ
جس ناطق قرآن سے نو لاکھ ڈرے ہیں

ہاتھوں پہ اٹھا لائے کامران جسے مولا
ننھے اسی ذیشان سے نو لاکھ ڈرے ہیں

○

خاکِ شفا سے ہیں بنے، وہیں سے ہیں آئیں ماتمی
دنیا یہ جان لے کہ زہراؑ کی دعائیں ماتمی

کربلا میں خونِ دل سے ہے لکھی یہ داستاں
ہر قدم پر رہنما ہیں، حق سمجائیں ماتمی

ذکرِ زہراؑ، دردِ شبیرؑ، سوزِ دل ہے تو سمجھ
خیمۂ غم کے چراغوں کی ضیائیں ماتمی

فرش عزا پہ جھکتے سر گریہ میں جھلک عشق
زخمِ حسینؑ کے صدقے جو بہائیں ماتمی

یہ نوحے ، یہ عزائیں، یہ جلتے دلوں کی آگ
حق کی صداقتوں کا در سمجھائیں ماتمی

ہاتھوں میں علم، سینوں یہ ضربِ سوزِ غم
راہ وفا کے کرب کی رسمیں نبھائیں ماتمی

کامران جب قلم سے لکھ رہا تھا کربلا
زہراؑ کی چشمِ تر سے ہو گئیں دعائیں ماتمی

○

کربلا میں ہے وہ شباب اکبرؑ
ہے علیؑ کا جری نواب اکبرؑ

خلق و خو، عِلم وحِلم، صبر و رضا
نورِ احمدؐ کا انتخاب اکبرؑ

لب پہ قرآن، دل میں ذکرِ حسینؑ
حق شناس و وفا کے باب اکبرؑ

جس کو پہچانتے تھے سب بطیّب
بزمِ تقوی کا تھا عجاب اکبرؑ

نقشِ گفتار مصطفیؐ تھا تو
بنتِ زہراؑ کا اک گلاب اکبرؑ

کیا جواں مرد تھے خموش مگر
ہر ادا میں تھا اک خطاب اکبرؑ

لب پہ جاری تھا اِسمِ رب ہر دم
روح تھی نور کا سحاب اکبرؑ

کامران اِن پہ ہے یہ ناز ہمیں
تھا سراپہ وفا جناب اکبرؑ

○

کلمہ اذاں درود حسینؑ سے ہے
کائنات کا وجود حسینؑ سے ہے

جبرئیلؑ نے جو سجدہ سکھا تھا عرش پر
وہ نماز وہ سجود حسینؑ سے ہے

دین قائم ہے جس پہ قیامتوں تک
وہ ستون وہ عمود حسینؑ سے ہے

حق کا ہر اک پیام بقا کی ہر صدا
زندگی کا سرور حسینؑ سے ہے

خون جو بہہ گیا وہ فقط لہو نہ تھا
نبضِ حیات نبود حسینؑ سے ہے

ذکرِ شبیرؑ میں ہے جہان کی راحت
رحمتوں کا ورود حسینؑ سے ہے

فخر کرتے ہیں انبیا بھی جن کے حضورؐ
عزتوں کی حدود حسینؑ سے ہے

کامران ہے یہ شرف یہ کمال یہ عظمتیں
میرے دل کا وقود حسینؑ سے ہے

○

لہجۂ مرتضیٰؑ ہے ہو بہ ہو زینبؑ
فاطمہؑ کی دعا کا ہے گلو زینبؑ

جس نے جلائے افق پر چراغ ہدایت
کو بہ کو روشنی' چار سو زینبؑ

ظلمت کی آنکھوں میں آنکھیں جمائے
کہہ گئی حق کا حق ہو بہ ہو زینبؑ

نیزوں کے سائے میں درس بصیرت
جوش میں ہوش میں باسبو زینبؑ

تاریخ حیران کردار روشن
صبر کی آخری آرزو زینبؑ

کامران ذکر زینبؑ میں سر جھکاتا ہے
حمد کے بعد لبِ گفتگو زینبؑ

○

زنجیر ہیں اٹھائے یاحسینؑ کہہ کر
پشت پر چلائے یا حسینؑ کہہ کر

نوحہ ہماری روح میں گویا ہوا رقم
اشکوں میں لکھتے آئے یاحسینؑ کہہ کر

پشتوں پہ خوں کے نقش ماتم کا بانکپن
سینے کو یوں بجائے یاحسینؑ کہہ کر

باندھے علم جو ہاتھ میں وہ اہل وفا ہیں
ظلمت میں روشنائے یاحسینؑ کہہ کر

ماتم فقط شعار نہیں، سجدہ ہے دل کا
ہم نے یہ حق نبھائے یاحسینؑ کہہ کر

کامراںؔ نے بھی تن کو تپایا لہو سے
آنسو سے لکھتا جائے یاحسینؑ کہہ کر

○

اصغرؑ کی اذاں تھا ''علی ولی اللہ''
سر میدان بیاں تھا ''علی ولی اللہ''

ننھے لبوں سے حق کی گواہی چمک اٹھی
تکبیر میں پنہاں تھا ''علی ولی اللہ''

مقتل میں ہر اذان نے پیغام یہ دیا
اسلام کی زباں تھا ''علی ولی اللہ''

ماں نے کہا میرے لعل کی پہچان بنے
آخری بھی نشاں تھا ''علی ولی اللہ''

نیزے کی نوک پر بھی صدا خاموش نہ تھی
آہنگ میں رواں تھا ''علی ولی اللہ''

کامرانؔ نے لکھا یہ راز حق کی دعا
کل جہاں تھا ''علی ولی اللہ''

مصائب

○

اے بیٹی سکینہؑ تو یوں امتحان دیکھے گی
خنجر کے زیر سایہ نکلتی جان دیکھے گی

اس وقت گوشوارے لٹیں گے ترے کانوں سے تو
سینے پر میرے تیروں کے سب نشان دیکھے گی

نیزے پر جب چڑھے گا تیرا غمگسار بابا
تو کانپتی نگاہوں سے آسمان دیکھے گی

مقتل میں میری لاش پہ کوئی نہ آسکے گا
بس دور سے کھڑی تو یہ کاروان دیکھے گی

زنداں شام میں جب تو قید ہو کے جائے گی
تو ماںؑ کے خواب جیسے شب بے امان دیکھے گی

سوز و فغاں میں ڈوبا ہے ہر اک بیانِ مظلوم
کامرانؔ اپنی قسمت کا بھی نشان دیکھے گی

○

میری روحِ رواں اکبرؑ
گِرے ہوں کہاں اکبرؑ

نہ آواز ہے خیمے میں
نہ لوٹے وہاں اکبرؑ

بدن چاک تھا صحرا میں
کٹی ہر رگِ جاں اکبرؑ

پکارے ہے تمھیں زینبؑ
کہاں ہے نشاں اکبرؑ

جگر ٹکڑوں میں بٹتا تھا
لرزتا تھا اماں اکبرؑ

حسینؑ و زینبؑ و زہراؑ
پکاریں نیم جاں اکبرؑ

ہے دل کا نوحہ کامرانؔ
لکھا مقتل فغاں اکبرؑ

○

پیاسہ ہے شبیرؑ
روتی ہے ہمشیر

سینے پر چل گیا
ظالم کا تیر و تیر

صحرا میں چیخ اٹھی
اک زینبؑ دلگیر

فرات رو پڑا
پیاسے کی تقدیر

لاشے بکھر گئے
بے سر ہے وہ دلگیر

بازو قلم ہوئے
سینے میں ہے شمشیر

کامران نوحہ گر
دل ہے غموں کا اسیر

○

شام غریباں ظالم خیمے جلانے آئے
بنت نبیؑ کی بیٹیاں رلانے آئے

گھبرا گئی سکینہؑ جو صدا یہ آئی
نیزے لیے سپاہی اسے ڈرانے آئے

بیمار کربلاؑ نے گلے میں طوق پہنا
زنجیر میں جکڑ کر اسے ستانے آئے

سکینہؑ کی صداؤں پر کوئی رحم نہ آیا
ظالم سبھی اسے بھی رلانے آئے

خیمے جلے تو چیخیں فضا میں گونجتی تھیں
اور آگ کے تماشے دکھانے آئے

ہر سو دھواں تھا چھایا بدن لرزنے لگے تھے
بچوں کو خاک پر وہ گرانے آئے

نوحہ لکھا جو زینبؑ و سجادؑ کے لیے
کامران پر بھی اشکوں کے خزانے آئے

○

وفا کی مثالیں ہیں فضہؑ کی صدائیں
جواں کربلا کی وہ شامیں سنائیں

خود آہوں میں ڈھلتی سکینہؑ کو تھامے
بنیں زخم پر مرہم اس کی دعائیں

کبھی سجدہ کرتی کبھی اشک پیتی
نہ کھانا نہ پانی فقط التجائیں

لبوں پر تھی زہراؑ کی ہر اک وصیت
جسے یاد رکھ کر وہ صبر آزمائیں

کہیں قید خانہ کہیں شہر لعیں میں
فضہؑ نے نبھائیں وہ سب انتہائیں

درِ فاطمہؑ پر گِری خاک میں وہ
کہاں ہے سکینہ؟ کہاں وہ پنائیں

کامران جب بھی لکھے وفا کی کہانی
فضہؑ کی یاد میں بھیگیں دلوں کی نگائیں

○

اٹھائے علی اصغرؑ روتی رباب ہے
لبوں پر فقط ایک فریاد نایاب ہے

نہ جھولا رہا نہ وہ ننھی ہنسی
جو باقی رہے اب وہ فقط اضطراب ہے

کہاں گم ہوئے جھولنے کی صدا
یہ مقتل میں خاموشیوں کا عذاب ہے

ربابؑ کہہ رہی ہے یہ کس کو سناؤں؟
جو لوری تھی لب پر وہ اب بے خطاب ہے

لہو میں نہایا وہ جھولا پڑا ہے
غموں کا یہ منظر شہادت کا باب ہے

نہ مشکیں نہ سایہ نہ قطرہ کوئی
یہ صبر آزماتی غموں کا حساب ہے

فلک بھی لرز جائے سن کر یہ نوحہ
کہ اصغرؑ کا تابوت ماں کا نصاب ہے

نہ جھولا نہ لوری نہ وہ لمس باقی
ربابؑ کے سکوت میں کامران خواب ہے

○

لیلیٰؑ کی نگاہوں میں تصویر علی اکبرؑ کی
وہ خوابوں میں بنتی تھی تقدیر علی اکبرؑ کی

پڑا تھا وہ سہرا کسی نیزے کے نیچے
یہ پامال ہوئی اب توقیر علی اکبرؑ کی

کہا کرتی تھی زینبؑ نکاح کا دن آئے
مگر شام میں ڈھل گئی تنویر علی اکبرؑ کی

یہ نیزے یہ خنجر یہ لٹتے بدن پر
نمودار ہے اب تو تقدیر علی اکبرؑ کی

یہ شعر نہیں اشک کی تحریر ہے گویا
کہ کامران لکھتا ہے تاثیر علی اکبرؑ

○

حوصلے تھے انتہا کربلا کی ماؤں میں
قربان کیے وہ بیٹے مانگے تھے جو دعاؤں میں

قاسمؑ کی ماں نے دیکھا شہزادہ ہنس رہا تھا
پہنائے خود عمامہ رکھ دی وفا وفاؤں میں

ام البنینؑ یہ بولیں میرے گئے سبھی بیٹے
قربان ہو گئے سب نام ہے بس وفاؤں میں

جن ماؤں نے لٹا دی راہِ وفا میں دنیا
سجدہ ہے ان پہ ہر دل لکھی ہیں جو دعاؤں میں

کامران کہتا ہے دل سے ہر ماں کو ہے سلامی
میرا سلام جائے سب عظمتوں کی چھاؤں میں

○

پتھر لیے کھڑے ہیں سب بازار میں
آئے گی بنتِ حیدرؑ کب بازار میں

پتھر چلے تھے زخمی ہوئی تھی گلی گلی
بھائی نہ تھا جو رکتا غضب بازار میں

نیزے پہ سر تھا آقا کا ورد رب کے ساتھ
قرآن بولتا تھا عجب بازار میں

سکینہؑ ڈھونڈتی تھی وہ باپ کی پناہ
تھامے تھے بازو زینبؑ شب بازار میں

اکبرؑ کا نام آیا تو لیلی کا دل تڑ پا
ماتم بپا ہوا تھا وہ جب بازار میں

زینبؑ کے ہاتھ کانپے خط صغریٰؑ سے
آنسو برستے دیکھے ادب بازار میں

زہراؑ کی بیٹیاں تھیں فلک کی شان سب
اور ہاتھ باندھ بیٹھی تھیں سب بازار میں

کامران نوحہ گو ہے قلم بھی رو پڑا ہے
جو بیتتی تھی زینبؑ پہ شب بازار ہے

○

ماتم غمِ حسینؑ میں اتنے دور تک گئے
پاتے معارج غم جہاں نور تک گئے

لب پر ذکر حسینؑ علم لیے سر جھکا
نام وفا لیے حدِ شعور تک گئے

زخمِ بدن پہ جب پڑی زنجیر کی صدا
ہم بھی خروش کرب میں سرور تک گئے

پرچم شاہ چوم کے اشکوں سے بھیگا دل
دل سے دعا کے جذبے معمور تک گئے

سینے پہ داغ ہاتھ میں زنجیر سر جھکا
حق کی قسم وہ عشق کے دستور تک گئے

کرب و بلا کی خاک سے رشتہ ہے دل کا ہم
ماتم کیا تو اشک بھی منصور تک گئے

زنجیر ٬اشک٬نوحہ علم٬ داغ و درد و شور
کامران بکھر کے ہم رہِ طور تک گئے

○

بازو تمھارے کٹ گئے غازیؑ
اور ٹکڑوں میں بٹ گئے غازیؑ

فرات پہ سجدہ جدا ہوا جب
فرشتے بھی ہٹ گئے غازیؑ

سکینہؑ نے رو کر یہ بس کہا تھا
مرے چاند ہی چھٹ گئے غازیؑ

علم جب گرا لرز گیا صحرا
سب ارمان جھٹ گئے غازیؑ

سبق جب وفا کا لکھا کامرانؔ
قلم کہہ اٹھا خوب ڈٹ گئے غازیؑ

○

معصوم سکینہؑ کے رخسار دیکھ کر
رو پڑا سجادؑ غمخوار دیکھ کر

کانٹوں پر چلی شبیرؑ کی پیاری نظر
چیخ اٹھا ہر اک پرستار دیکھ کر

دخترِ حسینؑ جب سو گئی زمیں پر
دھڑکنیں رکیں سبھی کردار دیکھ کر

ظالموں نے نوچے تھے گوشے ردائیں بھی
شرم سے جھکتی تھی شب و نار دیکھ کر

زخم پر جو زخم ملے زین العباؑ کو
لرز اٹھا تھا دِل حیدرؑ وار دیکھ کر

کامران نے لکھا ستم کی داستاں
رو پڑے فرشتے بھی زار دیکھ کر

○

گرے ہو بیٹا کہاں آو رو بہ رو اکبرؑ
خموش کیوں ہو سنو کچھ تو گفتگو اکبرؑ

تھیں آنکھ تیری وہی نورِ مصطفیٰؐ کی طرح
تھا نانا جیسا جمال و نفس وخُو اکبرؑ

صغریٰؑ کا خط تھا، لکھا: بابا کو کہہ دینا
کہ میں بھی یاد ہوں ان کو ہے آرزو اکبرؑ

علیؑ کی بیٹی نے ماتم کیا سکینہؑ کے ساتھ
کہاں گئے میرے بازو؟ کہاں لہو اکبرؑ

جناب لیلیٰ نے چادر کو اشک سے دھویا
کہا کلیجہ ہے چھلنی نہیں سبو اکبرؑ

کہا یہ کامران نے اشک جگر کے ساتھ
خدا گواہ ہے تو تھا علیؑ کا خو اکبرؑ

○

کوئی تو دِے ردائیں سالار کی صدائیں
دوں گا بہت دعائیں سالار کی صدائیں

نیزہ بلند دیکھا زینبؑ نے صبر پایا
دِل میں چبھن جگائیں سالار کی صدائیں

اکبرؑ کی لاش دیکھے قاسمؑ کے چاک جامے
کیسے سکوں میں آئیں سالار کی صدائیں

در سے در بدر تھی سب بیبیاں نڈھالیں
پہنچیں وفا نبھائیں سالار کی صدائیں

ٹکڑے بدن کے دیکھے کلیاں جو تھیں ہنستی
اف کس طرح چھپائیں سالار کی صدائیں

لکھتا ہے کامران غم زخموں کی یہ نوائیں
دِل سے نکل نہ پائیں سالار کی صدائیں

○

تیرِ حرملا کماں سے گزر گیا
ننھے علی اصغرؑ کی جاں سے گزر گیا

بالوں میں ہاتھ ڈال کے کاٹا لعیں نے جب
ننھا سا سر بے شیر کا سناں سے گزر گیا

ماں چیخ مار کر گری خاک پر جگر
اصغرؑ کا خون دشتِ فغاں سے گزر گیا

دھوپیں جلی بدن پہ کفن تک نہ رہا
اصغرؑ علیؑ کے نور عیاں سے گزر گیا

نیزے تلے جو لاش دبی خاک میں ملی
اس شیر خوار کی بھی رداں سے گزر گیا

بازو بھی کانپنے لگے ماں کے وجود سے
جب لال اس کا نیزوں کے ہاں سے گزر گیا

کامران کی نوا میں بھی لرزا سا ہے طواف
اصغرؑ کا نوحہ ہر اک جہاں سے گزر گیا

○

سید سجادؑ کا حال دیکھتی ہے شام
باندھ دیا زنجیروں میں جلال دیکھتی ہے شام

قید میں زینبؑ سجادؑ بے کساں لیکن
حوصلہ صبر اور کمال دیکھتی ہے شام

خطبۂ سجادؑ نے ہلا دیا تخت کو
حق کا اعلان بے مثال دیکھتی ہے شام

بیڑیاں، زخم، قہقہے تماشا و ظلم
صبر کے جلو میں اک کمال دیکھتی ہے شام

لاشۂ شاہؑ ہے راہِ حق پر بلند
حق کی عظمت کا اک جمال دیکھتی ہے شام

اہل حرم کو نہ تم شکست کہو
ان کے ماتھے پہ بس ہلال دیکھتی ہے شام

کامران قید میں بھی سر بلند تھے وہ لوگ
جن کی عظمت کو لازوال دیکھتی ہے شام

○

ہے وقت مجھ پہ غازیؑ یہ امتحان کا
اٹھانے لگا ہوں لاشہ اکبرؑ جوان کا

اہلِ سماں ہے روتے منظر یہ دیکھ کر
گرتا لہو ہے مجھ پہ جب میری جان کا

زانو پہ آگیا ہوں لاش پسر لیے
مشکل سفر تھا خیموں سے اس میدان کا

آجا مدد کو غازیؑ اٹھائے علی اکبرؑ
آیا ہے وقت مجھ پہ تیرے احسان کا

یوں بیٹے کی نہ لاش کوئی پدر اٹھائے
بدلا ہے رنگ یا رب تیرے جہان کا

ہمشکل مصطفیؐ کو مارا سمجھ کے سرور
محشر تلک ہے نوحہ یہ کامران کا

(واپسی خیمہ گاہ مصائب ام لیلی و زینبؑ شہزادہ علیؑ اکبرؑ (جب امام حسینؑ اکبرؑ کو اٹھا کے لائے)

اکبرؑ کی ماں کی آنکھیں پتھر سی ہو گئیں
تاب فضاں نہیں ہے غمِ بے امان کا

سینے سے چیخ نکلی بیٹے کو دیکھ کر
سایہ نہیں رہا اب اس آسمان کا

کہتا تھا ماں کو کل تک میں لوٹ آوگا
لوٹا مگر تو لاشہ حکم اذان کا

ہاتھوں سے ماں نے چہرہ جب اکبرؑ کا چھوا
بولی یہ رنگ کیوں ہے خاکی جوان کا

بیٹے کو دیکھتے ہی زینبؑ یہ بولا اٹھی
رویا مدینہ بھی ہے غم کی اڑان کا

اکبرؑ کے بال چومے لیلی نے ٹوٹ کے
آیا نہ خواب میں بھی دن اس گمان کا

یہ نوحہ کامران کے اشکوں سے یوں لکھا
ہر لفظ بن گیا ہے ماتم جوان کا

بکھرے ہوئے ہیں ٹکڑے فروہ کے لال کے
شبیرؑ چن رہے ہیں لاشے سنبھال کے

اک لاش ہے اٹھا لائے اک لاش چھوڑ آئے
کیسے سفر ہے یہ سب رنج و ملال کے

زیں سے گر نہ پایا پامال ہو گیا
پامال کیا قاسمؑ حسرت نکال کے

گھوڑوں نے روند ڈالی قاسمؑ کی زندگانی
پھیلے ہے خون میں گلاب وصال کے

کہہ کر رو دیئے تھے شبیرؑ لاش پر
قربان جاؤں میں تیرے حسن و جمال کے

کامران نے رقم لکھی ہے تاریخ کیلیے
لاشے بھی ہو گئے ہیں حرف کمال کے

○

کرب و بلا سے کوئی قاصد گزر آئے
اکبرؑ تیرے آنے کی مجھ کو خبر آئے

ہے مانگتی دعائیں صغریٰؑ روز و شب کو
لیلیٰؑ کا مدینہ میں اب لختِ جگر آئے

پرسانِ حال نہ کوئی بیمار مر نہ جائے
دیئے جلا کے اکبرؑ کہتی نظر آئے

ہر لفظ میں اکبرؑ کا درد فراق تھا
جیسے دل صغریٰؑ پر خنجر نظر آئے

جھولا جھولوں اصغرؑ سنگ بہن سکینہؑ کے
کامران صغریٰؑ بولی ایسی بھی سحر آئے

○

جائیں گے سنگ علیؑ کے علینؑ ماتمی
ایماں میں دو جہاں میں بہترین ماتمی

زہراؑ کی دعا نے ثابت یہ کر دیا ہے
خاک شفا سے خلق ہے کاملین ماتمی

فطرس کو پر دیئے ہیں راہب کو سات بیٹے
کیوں نہ جھکائے در پہ سب جبین ماتمی

کرب و بلا کی ریت میں خوشبو حسینؑ کی ہے
پہچان ہو چکی ہے سر زمین ماتمی

شام غریباں آے یا سحر عطا ہوں
پڑھتے رہیں گے ہر دم یسینؑ ماتمی

ہم ماتمی ہیں اس کے جو وارثِ دین ہے
مولا حسینؑ ہی ہے نقشِ دین ماتمی

دل میں رواں ہے آتش اشکوں میں ہے پیام
کرب و بلا کے نوحہ آتشین ماتمی

زنجیر اور تعزیہ سب عرض بندگی ہیں
سجدہ ہیں نذر جس کو عاشقین ماتمی

مرتے رہیں گے لیکن باطل سے نہ جھکیں گے
رکھتے ہیں روح میں ہم حُرین ماتمی

کامرؔان کہہ رہا ہے ظلم سے نہ ڈرنے کا درس
کربلا سے سیکھتے ہیں رہِ گزین ماتمی

○

مستوروں کی یاد میں تیری وفائیں غازیؑ
چھن گئیں نیزوں سے ساری ردائیں غازیؑ

نہر تک تو گئے مگر لوٹ کر نہ آئے
بے زباں رہ گئیں سب دعائیں غازیؑ

مشک خالی لگی ہے سوالی سکینہؑ
ڈھونڈتی ہے تیری بازو کی ردائیں غازیؑ

خیمہ جلتا رہا تو نہ آیا علمبر
خاک پر گر گئیں سب رضائیں غازیؑ

ماں کا بیٹا بہنوں کا غمخوار تو تھا
زینبؑ دِل سے اب تک صدائیں غازیؑ

دِل پہ نقشِ وفا ہے زباں پر دعا ہے
یاد ہے کامران کو صدائیں غازیؑ

○

عباس علمدارؑ کہاں ہو؟
سجادؑ ہے لاچار کہاں ہو

پھپیاں گئیں بے ردا خیموں سے
جلتے ہیں سب آثار کہاں ہو

بازار میں زینبؑ کھڑی تنہا
تکتے ہیں سب گنہگار کہاں ہو

شمرو ستم نیزے رسن خنجر
تڑپے ہے دلِ زار کہاں ہو

لب پر ہے سکینہؑ کی صدا بس
پیاسی ہے وہ بیمار کہاں ہو

جلتے ہیں حرم کے خیمے شب بھر
سہمے ہیں سب انصار کہاں ہو

زینبؑ کی صدا آتی ہے ہر سو
بھیا ہے دلِ فگار کہاں ہو

کامران کا ہر نوحہ ہے فریاد
اِے وارث علمدار کہاں ہو

○

تھے اشک سبھی کے رواں دربار میں
عابدؑ نے جب دی آذاں دربار میں

خاموش تھے سب پر صدا آئی بلند
بولی تھی وفا کی زباں دربار میں

زینبؑ کی نظر تھی فلک پر جمی
ٹوٹا تھا غرورِ گماں دربار میں

چہرے پہ جلال علیؑ کی جھلک
پڑھتی تھی وہی داستاں دربار میں

نیزے پہ تلاوت ہوتی جب سنی
خاموش ہوئیں سب زباں دربار میں

غیروں کی نظر تھی حجابوں پہ جب
پردے نے کیا اک بیاں دربار میں

بھائیوں کا ہر ایک منظر لیے
آئی تھی بہن بے اماں دربار میں

تھی زینبؑ و سجادؑ کی وہ صدا
روتا تھا فلک بھی وہاں دربار میں

کامران نے جب درد کو لفظوں میں بُنا
آنسو نے لکھی داستاں دربار میں

○

سہتی تھی وہ ہر ظلم کی مار سکینہؑ
جلتے ہوئے خیموں کی پکار سکینہؑ

تازیان کے نیچے سکون نہ پایا
روتی رہی وہ اشک بار سکینہؑ

زینبؑ کی طرح صبر میں تھی سکینہؑ
چھوٹی تھی مگر تھی وقار سکینہؑ

روتے ہوئے قافلہ لے گیا جب
کہتی رہی: بابا! دیار سکینہؑ

اک شام غریباں گواہ ستم تھی
تھا چیخ میں اس کی پکار سکینہؑ

کامران نے لکھا غمِ آلِ اطہر
دل بن گیا نوحہ نگار سکینہؑ

○

اکبرؑ ہوا پامال کربلا میں
سرورؑ کا وہ جمال کربلا میں

زینبؑ نے کی فغاں صدا بھر کے
لرزے تھے سب رجال کربلا میں

اکبرؑ کو جب اٹھایا حسینؑ نے
روئے تھے سب کمال کربلا میں

اک نیزہ سینہ چیر گیا جب
تھا قہقہ بھی وبال کربلا میں

بنت علیؑ نے چادر سنبھالی
بجھنے لگا ہلال کربلا میں

سجدے میں سر تھا شاہِ وفا کا
محو دعا تھے آل کربلا میں

کامران نوحہ لکھ رہا ہے
دل پر ہے زخم لال کربلا میں

○

اک دم میں ہو گئے تقسیم قاسمؑ
نہ پہنچائے گئے تحریم قاسمؑ

نہ چہرہ نہ بدن نہ ہاتھ باقی
بنے مقتل میں تعظیم قاسمؑ

نہ تابوت آیا پورا گھر میں
جدا ہو کر گئے تسلیم قاسمؑ

اٹھے تھے خواب باراتوں کے جن میں
بنے شمشیر کی ترنیم قاسمؑ

سلامِ خون سے لکھتا ہے دل بھی
کہا کامران نے تسلیم قاسمؑ

○

شبیرؑ علی اکبرؑ کی اذان سنتے ہیں
لگتا ہے کہ سرور سے قرآن سنتے ہیں

برپا ہے فضا میں کوئی نورانی تلاوت
دل چپ ہے مگر آنکھ سے طوفان سنتے ہیں

اکبرؑ کے لبوں سے جو صدائیں اٹھتی ہیں
جیسے کوئی جبریلؑ کی پہچان سنتے ہیں

بچھڑوں کی صدا ہے شہؑ وفا کا اعلان
مقتل میں کھڑے ہو کے یہ ارمان سنتے ہیں

لیلیٰؑ کا کلیجہ بھی لرز اٹھتا ہے ہر بار
جب سہرے کی جگہ وہ دفنان سنتے ہیں

صغریٰؑ کے خطوں کی ہے صدا ساتھ اذانوں
محروم تمنا کی یہ احسان سنتے ہیں

اکبرؑ کی صدا میں ہے قیامت کا سماں بھی
ٹوٹے دلوں کی دھڑکنیں کامران سنتے ہیں

○

بیمار صغریٰ ہے بڑے اضطراب میں
بیٹھی ہے روتی منتظر خط کے جواب میں

چپ چاپ در کو دیکھتی رہتی ہے دیر تک
اکبرؑ جو لوٹ آئیں کسی مہتاب میں

دیکھا ہے سہرا خاک پر اکبرؑ لہو لہو
اکبرؑ کے سینے برچھی دیکھی ہے خواب میں

مقتل کی گردِ راہ سے آتی ہے صدا کوئی
بھائی کا عکس دیکھتی ہے ہر سحاب میں

سہرا لٹا کے آتے تھے جو خواب بچپنے
کامران دفن ہو گئے وہ سبھی اک جواب میں

○

برچھی لگی یوں اکبرؑ کو سنبھلے نہ رکاب میں
ہوا جگر ٹکڑے ٹکڑے عین شاب میں

ٹوٹی ہے کمر میری بولے شبیرؑ یہ
غازیؑ ہو کھو چکے پہلے اک آسرا نایاب میں

خوں میں نہاتے جسم پہ زخموں کے نشاں
کلی چمن کی جھڑ گئی بس اک تاب میں

نہ ہاتھ میں سکت ہے نہ اب نظر میں نور
یہ کیسی شام آئی ہے بابا حساب میں

کہا حسینؑ نے: بیٹا! نہ تو نظر چرا
جوانیوں کا خواب ہے تو انقلاب میں

لرز گیا تھا دل بھی جگر بھی پھٹ گیا
جب بیٹے نے کہا: الوداع اِس نصاب میں

یہ خون کے حروف ہیں آہیں ہیں ہر طرف
نوحہ لکھا ہے ''کامران'' نے اک کتاب میں

○

دیتی ہوں گوشوارے میں ظالم اتار کے
کانوں کو زخمی نہ کر تماچے مار کے

جرات نہ ہوتی تیرے مجھ پہ ستم کرنے کی
قلم بازو نہ ہوتے گر عباس علمدارؑ کے

جس نے سکھائے پیار کے مطلب حیات میں
تو نے جلائے خیمے اس شہ سوارؑ کے

کیا مل گیا تجھے مرے کانوں کو چیر کے
یہ گوشوارے تھے مرے بابا کے پیار کے

ہر زخم چیخ چیخ کے کہتا تھا داستاں
جملے تھے کامران کے اشکوں کے دار کے

○

بچوں کی لاشوں کو مائیں ڈھونڈتی ہیں
پامال ہو گئی ہیں نگائیں ڈھونڈتی ہیں

خیموں کی راکھ ہونے کا منظر ہے آنکھ میں
بچیوں کی اوڑھنی ردائیں ڈھونڈتی ہیں

ویران ہوگئی ہے سکینہؑ کی زندگی
بابا کی آغوش کی چھائیں ڈھونڈتی ہیں

بکھری ہوئی ہیں لاش پہ زینبؑ کی صدائیں
بازو کلیجے قمیض و قبائیں ڈھونڈتی ہیں

نیزے پہ جا رہا ہے جنازہ شہید کا
اماں کی صبر سے دعائیں ڈھونڈتی ہیں

سورج بھی آج ماتم شبیرؑ میں چھپا
کرب و بلا میں سب ہوائیں ڈھونڈتی ہیں

کہتا ہے کامران لہو میں ہے کربلا
لاشوں میں مائیں آج رضائیں ڈھونڈتی ہیں

○

بابا کا لکھا صغریٰؑ کلام ڈھونڈتی ہے
فہرست مسافر میں اپنا نام ڈھونڈتی ہے

دل میں علی اکبرؑ نظر میں ہے سکینہؑ
ہر چہرہ بچھڑنے کا ایک انجام ڈھونڈتی ہے

روتی ہے بہن بن کے، کبھی بیٹی کی صورت
ہر نقش میں اکبرؑ کا ہی پیام ڈھونڈتی ہے

کامران لکھتا ہے ہر اک ورق پہ ماتم
صغریٰؑ ہر اک آہ میں اپنا امام ڈھونڈتی ہے

○

مسلمؑ کو نہ ملی امان کوفے میں
لے گئے اشقیا، جان کوفے میں

کیا ستم کے کمال دیکھے ہم
بک گئی حق کی ہر نشان کوفے میں

چھت سے گرنے لگی صدائے الم
کھینچ لائے تھے بے امان کوفے میں

چور چور کیا ستم گر نے
پھر لٹکایا وہی نشان کوفے میں

سر کو نیزے پہ پھر چڑھا کے چلے
پھرایا ہر ایک مکان کوفے میں

کامران دِل ہے داغدار ابھی
رو رہا ہے ہر اک جان کوفے میں

○

صغریٰ کا رہا ہر پل دھیان میں اکبرؑ
رہتی ہے مدینے امتحان میں اکبرؑ

قرآں سا اترتا ہے دلوں میں ترا نور
میں نے تجھے پڑھا ہے قرآن میں اکبرؑ

تسبیح میں ہر دانے پہ نام تیرا آیا
تو ذکر بن کے ہے آذان میں اکبرؑ

ہر خواب میں آیا تیرا چہرا مگر
تو عکس ہے میری ہی جان میں اکبرؑ

دل لرزتا ہے شبِ ہجر میں جب جب
تو گونجتا ہے اس کی امان میں اکبرؑ

ہر اشک میں صغریٰ کی فغاں لکھتا رہا ہے
اکبرؑ کا ہی غم ہے کامراؔن میں اکبرؑ

○

زینبؑ کا سہارا غازیؑ
امت نے مارا غازیؑ

زینبؑ نے صدا دی رو کے
کہاں ہمارا غازیؑ

واپس نہ آیا خیمے
لختِ نظارا غازیؑ

نیزے پہ جسم اچھلا
ٹوٹا ستارا غازیؑ

مشک اٹھی تو برسا
تیروں کا یارا غازیؑ

کٹتے رہے جو بازو
پھر نہ ہارا غازیؑ

پاؤں سے چومتی تھی
خاک صحارا غازیؑ

کامران اشک بہا کہ
لکھتا ہے ہمارا غازیؑ

○

پامال ہوئے پیارے خیرالانامؐ روتے ہیں
پیاسے شہید سارے خیرالانامؐ روتے ہیں

اکبرؑ گیا تو زہراؑ تڑپی نجف کا در بھی
شبیرؑ کے ستارے خیرالانامؐ روتے ہیں

اصغرؑ کی پیاس پر بھی خاموش ہے زمانہ
اٹھتے ہیں خون کے دھارے خیرالانامؐ روتے ہیں

قاسمؑ کے چاک کفن پر زینبؑ کا دل تڑپتا
ٹوٹے ہیں سب سہارے خیرالانامؐ روتے ہیں

غازیؑ کے بازوں پر بہتا ہے خون اب تک
خالی ہے مشکیزے پیارے خیرالانامؐ روتے ہیں

کامران اشک بن کر گرتے ہیں نوحے میں اب
دل کے ہیں زخم سارے خیرالانامؐ روتے ہیں

○

پڑتی ہے پسر پہ نظر حسینؑ روتے ہیں
چیر گئی برچھی جگر حسینؑ روتے ہیں

ہمشکل نبیؐ کا بدن جھکا ہوا ہے باپ
چومے ہے لہو میں تر حسینؑ روتے ہیں

لب پر ہے صدا یہ جواں پکارتا باپ
''اِلیکَ یا اُبتی''، اثر حسینؑ روتے ہیں

صغریٰؑ کے خطوں کی یہ صدا گونجی دلوں میں
پہنچی جو وہی خبر حسینؑ روتے ہیں

ہاتھوں میں تڑپ رہا ہے جوان ناز کا
زخموں سے بدن ہے اثر حسینؑ روتے ہیں

کامران یہ کرب و بلا کا آخری سماں
اٹھتا ہے جو لاشہ پسر حسینؑ روتے ہیں

○

شبیرؑ پر تھی قضا بنی امتحان برچھی
جو سہہ گیا جگر پہ اکبرؑ جوان برچھی

آئی صدا یہ زمیں سے فلک پہ چھا گئی
کس حال میں لگی ہے نبیؐ کی نشان برچھی

جبریلؑ نے کہا کہ یہ نوحہ زمیں کا ہے
عرشوں تلک پہنچ گئی وہ بے زبان برچھی

اکبرؑ کو دیکھ کر جو جھکا باپ خوں میں تر
تھر تھرا گئی زمیں بنی داستان برچھی

چہرا تھا مصطفیٰؐ کا جگر تھا حسینؑ کا
دونوں کا درد کہہ گئی یہ بے زبان برچھی

کامران یہ مصیبت شبیرؑ کم نہ تھی
بیٹے کا خون باپ کی گریہ نشان برچھی

○

رسیوں میں جو زنداں لائی گئی ہے
اس کی میت کڑیوں پہ اٹھائی گئی ہے

کفن اس سکینہؑ کو مل نہ سکا
صدقے جس کے ساری خدائی گئی ہے

عابدؑ اٹھا کے لایا ہمشیر کی میت
کیوں شام کی ہر گلی سجائی گئی ہے

سانس بھی نہ لی مرگئی سکینہؑ
زیارت سر کی جو کرائی گئی ہے

پھر نہ شمر لعین قبر پہ آئے
کامران! قبر سکینہؑ مٹائی گئی ہے

○

آنکھوں میں ہیں بیمارؑ کے آثارِ شام
آساں نہیں بھلانا وہ بازارِ شام

دامن تھے خوں میں نگائیں تھی خالی
چنتے رہے راہوں سے خارِ شام

سکینہؑ پہ بھی ظلم کی انتہا تھی
پیاسی رہی اور تھی للکارِ شام

اکبرؑ کی تربت نظر میں تھی ہر پل
زنجیر میں لپٹا تھا دلِ زارِ شام

زینبؑ کی ہمت سجادؑ کا صبر
تاریخ پہ چھا گیا پرکارِ شام

سکینہؑ کے چہرے پہ گردِ مصیبت
سکیوں سے لرزیدہ دیوارِ شام

ہر بات پہ قرباں وہ صبر مطہرؑ
ٹوٹے نہ جس پر بھی سنگ بارِ شام

کامران اشکوں سے لکھتا رہا ماتم
دل پے رقم تھے سبھی آثارِ شام

○

زہراؑ کی رات میں میت اٹھانا حیدرؑ
میرے دشمنوں کو نہ بلانا حیدرؑ

کیا ظلم تھا کہ در بھی جلا بی بی تڑپی
خاموش چیخ کو تو سنانا حیدرؑ

ظالم نے چھین لی تھی چادر کا مان بھی
آلِ نبیؐ کا درد چھپانا حیدرؑ

حق چھن گیا صدا فقط خاموش ہوگئی
بس حرفِ صبر لب پہ سجانا حیدرؑ

لب پر ہے نام زہراؑ دل میں دردِ غم
کامران کا ہے اشکوں میں نذرانہ حیدرؑ

○

رہا نہ علمدار کربلا میں
زینبؑ ہے پہریدار کربلا میں

جلتے ہوئے خیمے صحرائے دھواں
زینبؑ بچائے بیمار کربلا میں

دیتی ہے دلاسے سکینہؑ کو
زخمی ہے رخسار کربلا میں

میسر نہیں کوئی کفن بھی
زینبؑ ہے بے قرار کربلا میں

صبر کی ملکہ کامراںؔ روئی
لٹی جو دستار کربلا میں

○

ہر ماتمی کے لب پر دعائیں العجلؑ
قربان ہیں ہماری وفائیں العجلؑ

بنت حسینؑ روتی رہی شام تک وہاں
کانٹوں پہ سوتی رہ گئیں مائیں العجلؑ

چھینا گیا سکینہؑ کا جھولا سکون باب
کب تک رہیں گی قید میں سائیں العجلؑ

سجادؑ بے کلام تھے بازار درد میں
دِل میں مگر بپا تھیں صفائیں العجلؑ

عصمت کے قافلے پہ ستم کیسی انتہا
کب آئیں گی حجاب کی چھائیں العجلؑ

شبیرؑ کی امانتیں زنداں میں قید تھیں
آقا دکھائیں اپنی عطائیں العجلؑ

اکبرؑ، قمرؑ، حسینؑ کا بدلہ ہے منتظر
پہنچیں گی جب زمیں پہ سزائیں العجلؑ

آؤ کہ جل رہے ہیں عزا خانے تمام
آقا تمھیں پکاریں صدائیں العجلؑ

لبیک یا حسینؑ صدائیں فضا میں ہیں
ہے منتظر یہ نسلِ وفائیں العجلؑ

فرشِ عزا پہ خوں کی تحریر ہے رقم
مانگے ہیں خون سے ہم یہ وفائیں العجلؑ